

امراۃ العزیز

جناب ڈاکٹر عبد المحفیظ صدیقی

دس بارہ برس پیچھے کی بات ہے کہ ہمارے محلے کی مسجد میں ایک صاحب بلا^{وضہ} جمعہ کے وعظ میں سورہ یوسف کی تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے۔ امراۃ العزیز کا کردار بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ جو قصہ مشہور ہو گیا ہے کہ زلیخا دوبارہ جوان ہو گئی پھر حضرت یوسف سے شادی ہوئی اور اس کے بطن سے نسی و فرہیم پیدا ہوئے۔ یہ سب من گھڑت کہانی ہے۔ یہ تو نبی کی شان کے خلاف ہے کہ ایسی عورت اس کی بیوی ہو کہ کہنے کو تو وہ صاحب یہ باتیں کہہ گئے لیکن پھر جو عذر بیا ہوا اُس کا سنیے:

”بڑے آئے مفت میں جمعہ پڑھانے، بنے پھرتے ہیں مفسر قرآن،

یہ تو زوجہ یوسف کی توہین ہے۔“ حضرت زلیخا علیہا السلام کے حضور بے ادبی کی گئی۔ وہ تو اُم المؤمنین ہیں، یہ منہ پھٹ تو ماں کا بھی گستاخ ہے۔

گو جبرائیل سے مفتی بلائے گئے۔ انہوں نے بھرے مجمع میں فتاوے برسائے اور ان صاحب کو ”کافر“ قرار دے کر مسجد سے گھر پہنچا دیا گیا۔ مفتی صاحب نے جگہ خالی دیکھ کر خطابت خود سنبھال لی۔

یہ افسوس ناک واقعہ دیکھ کر ہمیں تحقیق کی جستجو ہوئی۔ ذخیرہ تفاسیر سے رجوع کیا، لیکن یوسف اور زلیخا کے زبان نہ عام و خاص تعلقات کے بارے میں کوئی مستند بات مل سکتی نہ آئی۔ کوئی حدیث نظر سے نہ گذری جس سے یہ گتھی سلجھتی۔ تجسس جاری تھا کہ تفہیم القرآن میں سورہ یوسف کی تفسیر میں کیا اتفاق ہوا سورہ یوسف آیت ۸، میں لفظ ”عزیز“

کی تشریح کرتے ہوئے صاحب تفہیم القرآن حاشیہ ۶۲ میں لکھتے ہیں:

”یہاں لفظ ”عزیز“، حضرت یوسف کے لیے جو استعمال ہوا ہے، صرف اس بنا پر مفسرین نے قیاس کر لیا کہ حضرت یوسف اسی منصب پر مامور ہوئے تھے، جس پر اس سے پہلے زلیخا کا شوہر مامور تھا۔ پھر اس پر مزید قیاسات کی غارت کھڑی کر لی گئی کہ سابق عزیز مرگیا تھا، حضرت یوسف اس کی جگہ مقرر کیے گئے، زلیخا از سر نو معجزے کے ذریعے سے جو ان ہو گئی تھی اور شاہ مصر نے اس سے حضرت یوسف کا نکاح کر دیا تھا۔ حد یہ ہے کہ شبِ عروسی میں حضرت یوسف اور زلیخا کے درمیان جو باتیں ہوئیں، وہ تک کسی ذریعہ سے ہمارے مفسرین کو پہنچ گئیں۔ حالانکہ یہ سب باتیں سراسر وہم ہیں۔ لفظ ”عزیز“ کے متعلق ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ مصر میں کسی خاص منصب کا نام نہ تھا بلکہ محض ”صاحب اقتدار“ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ غالباً مصر میں بڑے لوگوں کے لیے اُس طرح کا کوئی لفظ اصطلاحاً رائج تھا جیسے ہمارے ملک میں لفظ ”سرکار“ بولا جاتا ہے۔ اسی کا ترجمہ قرآن میں ”عزیز“ کیا گیا ہے۔ زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح، تو اس افسانے کی بنیاد صرف یہ ہے کہ بائبل اور تلمود میں فوطیفرع کی بیٹی آس نامتھ سے اُن کے نکاح کی روایت بیان کی گئی ہے اور زلیخا کے شوہر کا نام فوطیفار تھا۔ یہ چیزیں اسرائیلی روایات سے نقل درنقل ہوتی ہوئی مفسرین تک پہنچیں اور جیسا کہ زبانی افواہوں کا قاعدہ ہے۔ فوطیفرع باسانی فوطیفار بن گیا، بیٹی کی جگہ بیوی کو مل گئی۔ اور بیوی لامحالہ زلیخا ہی تھی لہذا اس سے حضرت یوسف کا نکاح کرنے کے لیے فوطیفار کو مار دیا گیا اور اس ”یوسف زلیخا“ کی تصنیف مکمل ہو گئی۔“

ہم نے سید مودودیؒ کے تینے ہوئے اصل ناخذ یعنی بائبل دیکھی۔ تو عین البقیں ہو گیا کہ کہ ”عزیز“ کا کفر کو ایمان اور ایمان کو کفر بنا دیا ہے۔

" And Pharaoh called Joseph's name Zaphnath-paarch; and he gave him to wife Asenath the daughter of potipherah priest of o . And Joseph went out over all the land of Egypt."

(پیدائش: باب ۴۱، آیت ۴۵)

ترجمہ: اور فرعون نے یوسف کا نام صنفات فنیح رکھا اور اُس نے اون کے چجاری فوطیفرع کی بیٹی آسناتھ کو اُس سے بیاہ دیا اور یوسف ملک مصر میں دورہ کرنے لگا۔

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ یوسف کا نکاح فوطی فرع کی بیٹی آسناتھ سے ہوا نہ کہ فوطیفرع کی بیٹی زلیخا سے۔

آئیے آگے دیکھتے ہیں کہ یوسف کے جن بیٹوں کے نام فسی اور فراہیم لیے جاتے ہیں۔ اُن کی والدہ کا نام زلیخا ہے یا آسناتھ۔

51- "And unto Joseph were born two sons before the years of Famine came which Asenath the daughter of Potipherah priest of On bare unto him,"

ترجمہ: اور کال سے پہلے اون کے چجاری فوطی فرع کی بیٹی آسناتھ کے یوسف کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

52- "And Joseph called the name of the firstborn Manasseh: for God, said he, hath made me forget all my toil and all my father's house."

ترجمہ: اور یوسف نے پہلوٹھے کا نام منسی یہ کہہ کر رکھا کہ خدا نے میری اور میرے باپ کی گھر کی سب مشقت مجھ سے بھلا دی۔

53- "And the name of the second called he Ephraim: for God hath caused me to be fruitful in the land of my affliction."

ترجمہ: اور دوسرے کا نام افراہیم یہ کہہ کر رکھا کہ خدا نے مجھے میری مصیبت کے ملک میں بھلا رکھا۔

(پیدائش: باب ۴۱، آیات ۵ تا ۵۵)

مفسرین کی ”علمی غلط فہمی“ کا مطالعہ مکمل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس شخص کے نام کا پتہ چلا یا جائے جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا۔ بائبل کے باب پیدائش (۱:۳۹) میں درج ہے۔

And Joseph was brought down to Egypt; and potiphar, an officer of Pharaoh, captain of the guard, an Egyptian, bought him of the hands of the Ishmeelites which had brought him down thither."

ترجمہ: اور یوسفؑ کو مصر میں لائے اور فوطی فار مصری نے جو فرعون کا ایک حاکم اور جلوہ داروں کا سردار تھا، اُس کو اسمعیلیوں کے ہاتھ سے جو اُسے وہاں لے گئے تھے، خریدا لیا۔

اس حوالے سے واضح ہے کہ حضرت یوسفؑ کا خریدار (فوطیفار) Potiphar تھا، تاکہ Potipherah (فوطی فرع)۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ فوطی فار کی بیوی کا نام کیا ہے۔ بائبل میں تو اس کا نام درج نہیں۔ سید مودودیؒ اس کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"تلمود میں اس عورت کا نام زلیخا Zelicha لکھا ہے۔ اور یہیں

سے یہ نام مسلمانوں کی روایات میں مشہور ہوا۔" (تفہیم القرآن جلد دوم ص ۳۹۰)
ان واقعاتی حقائق کے علاوہ مولانا مودودیؒ نے لوگوں کی توجہ قرآن کے اُس آغازی دو اٹمی ضابطے کی طرف دلائی جسے انہوں نے طاقِ نسیاں کیا ہوا ہے اور جس سے روگردانی کی وجہ سے ہمارے عوام و خواص نے لیخا کی "اندھی عقیدت" میں مبتلا ہیں۔

"مگر یہ جو ہمارے ہاں عام شہرت ہے کہ بعد میں اس عورت سے

حضرت یوسفؑ کا نکاح ہوا۔ اُس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ قرآن میں اور

نہ اسرائیلی تاریخ میں۔ حقیقت یہ کہ ایک نبی کے مرتبے سے یہ بات بہت

فرد تر ہے کہ وہ کبھی ایسی عورت سے نکاح کرے، جس کی بدچلنی کا اس کو

ذاتی تجربہ ہو۔ یہاں قرآن میں یہ کلمہ نہیں آیا گیا ہے کہ

الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ
لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ - بُرہمی عورتیں بُرے مردوں
کے لیے ہیں اور بُرے مرد بُرہمی عورتوں کے لیے، اور پاک عورتیں پاک
مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔“

(تفہیم القرآن جلد دوم، ص ۳۹۰ - ۳۹۱)

سید مودودیؒ کے ان محکم تحقیقی حقائق سے پورا اطمینان ہو گیا کہ ”یوسف زلیخا“
ایک خیالی داستان ہے لیکن غلط یہ نہ ہی کہ کیا مفسرین کی پوری جماعت میں سے مولانا
مودودیؒ اکیلے ہی اس حقیقت کو پاسکے؟ یہ جیچھیں ہمارے جستجو کے لیے ہمیں ثابت ہوئی۔
سیرت کی مشہور کتاب ”رحمۃ للعالمین“ کے مصنف علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ کی
”الجمال والکمال“ نظر سے گذری تو یہ مشکل بھی حل ہو گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ حقیقت تک
پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے - تحقیق کرنے والے ایک ہی منزل پر پہنچا کرتے ہیں کیونکہ
حقیقت بھی وہی ایک ہی ہوتی ہے - ایک حقیقت کے دو متلاشی سید مودودیؒ اور
علامہ منصور پوریؒ کی تحقیق ایک ہے -

الجمال والکمال ص ۱۵۹ تا ۱۶۰ ملاحظہ ہوں:

”..... لوگوں نے بایا ہے کہ پھر یہ عورت از سر نو جوان بنائی گئی تھی
پھر یوسفؑ صِدِّیق کے نکاح میں آ گئی تھی۔ مگر اس امر کے ثبوت میں کوئی صحیح
روایت اسلامی یا اسرائیلی موجود نہیں -

فخر رازیؒ نے تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ یہی امراۃ العزیز حضرت
یوسفؑ کے دونوں فرزندوں منسی و فراہیم کی والدہ ہے - لیکن توراۃ سے
اس خیال کی تردید ہوتی ہے -

کتاب پیدائش ۴۱ باب ۵۰ تا ۵۲ درس میں تو یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ
نے شہراون کے کاہن مسمیٰ فوطی فرع کی دختر مسماۃ آس نامہ سے نکاح کیا
تھا اور مذکورہ بالا دو لڑکے اس کا بیٹا بنے۔ علامہ بزرگ

کو غالباً اس لیے مغالطہ ہوا کہ العزیزہ کا نام فوطی فارغ تھا اور اس کا ہن کا نام فوطی فرغ تھا۔ یہ دونوں نام بہت زیادہ مشتبہ الصوت ہیں۔
لیکن جب مؤرخ غور کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں کی شخصیت میں بہت بڑا فرق ہے۔

فوطی فرغ کا ہن تھا یعنی امام مذہب۔ اس کی دختر کنواری تھی۔ اس کا نام اس نام تھا۔ فوطی فارغ فرعون کے جلوہ داروں کا سردار تھا۔ اس کی عورت بیوہ یا مطلقہ ہو سکتی ہے۔ اس کا نام لوگوں نے نہ لینا یا راعیل بتایا ہے۔ پھر یہ دونوں عورتیں ایک کیونکہ ہو سکتی ہیں۔

استدلال بالاک کے بعد جو تاریخی ہے اور بائبل کی تصانیف سے مضبوط ہے۔ ہم یہ بھی لکھ دینا چاہتے ہیں کہ الطبیبات للطیبین اور الحیثیات للخبثین کا اصول ایسا نہ بدست ہے جو ناممکن ٹھہرا رہا ہے کہ کسی نبی یا رسول کے پہلو میں ایسی عورت پائی جائے جو حیا باخستہ ہو۔

امراۃ لوط اور امراۃ نوح بھی ہم کو یاد ہیں۔ ان دونوں کی خیانت کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے میکے والوں کو اور اپنی قدم کو اپنے اپنے شوہر کے خلاف مدد دی تھی۔ لیکن ان دونوں عورتوں کی عصمت کے خلاف تو کسی روایت میں ایک حرف بھی موجود نہیں۔

اس تحقیق کو عام لوگ قبول کرنے سے ہچکچائیں گے۔ کیوں کہ اکثر علمائے کرام اپنی کتب تفسیر میں وہ باتیں بلا تحقیق لکھ گئے ہیں، جن کے تلے بانے یوسف زلیخا لکھی جا چکی ہے اور آخر اس گئے گزرے دور میں بھی علمائے دین کو وارثان نبی ہی سمجھا جاتا ہے۔ ان کا ایک تقدس عوام میں قائم ہے۔ ان کی بات پتھر پر لکیر مانی جاتی ہے۔ اب یہ ہمارے دینی اکابرین کا فرضِ اولیٰ ہے کہ ایسی "لکیر" نہ کھینچا کریں جو حقیقت کو کاٹنے والی ہو، جو اصل بات کو چھپانے والی ہو۔ یہاں یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ عوام، علمائے دین کی اور باتوں کو کس طرح مانتے ہیں۔ یہ یوسف زلیخا، عذراؤ

اور بلیکس و سلیمان کی سی باتیں ہی کیوں مانتے ہیں؟

عوض ہے کہ عام لوگوں کا مزاج جنسیاتی بے راہ روی - SEXUAL PER-
VENTION اور شہوت انگیز ماحول کی وجہ سے "ہیر رانجھا"، "سستی پنوں"،
اور "مرزا صاحبان" سننے کا ہو گیا ہے۔ وہ ایسی باتیں سننے سے عاری ہیں جو عشق و
محبت کی چاشنی سے خالی ہوں۔ "یوسف زلیخا" کے ذریعے سے تو ان کے ہاتھ ایک
دلیل آگئی ہے۔ اب وہ اپنے آپ کو نبی کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی بجائے
نبی کو اپنی خواہشات کے مطابق نیچے لے آتے ہیں۔